مقالات ومضامین درجة الفجر و الشفق مفتی محمد رضوان

فجر اور شفق کے درجہ کی تحقیق (قسط۱)

صبح صادق کے طلوع کے وقت کیونکہ نہارِ شرعی کی روشنی کی ابتداء ہوتی ہے، اس لئے اس وقت اس کی روشنی کافی ہلکی اور مدہم ہوتی ہے، اور جمہور محققین فقہاء کے نزدیک صبح صادق میں اولِ طلوع کا اعتبار ہے، اور روشنی کا پورا تبین ضروری نہیں، کیونکہ قرآن مجید میں تبینِ فجر کے بجائے تبینِ خطِ فجر کی قید ہے۔

اور خصوصاً روزہ کے معاملہ میں احتیاط واجب ہے کہ طلوعِ فجر کے شک کی صورت میں بھی اکل وشرب سے احتیاط ضروری ہے۔

چنانچہ حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

> لفظِ خیط کے لانے میں اس طرف اشارہ ہے کہ فجر کا اگر ادنیٰ حصہ مثل دھاگے کے بھی ظاہر ہوجائے تو کھانا اور پینا حرام ہوجاتا ہے (معارف القرآن ادریسی، جلد۱صفحہ۳۷۶) [۱]

---

[۱] اور تفسیر بحرالمحیط میں ہے کہ:

وشبه بالخيط وذالک باول حاله لانه يبدو دقيقا ثم يرتفع مستطيرا فبطلوع اوله فى الافق يجب الامساک هذا مذهب الجمهور وبه اخذ الناس ومضت عليه الاعصار والامصار وهو مقتضى حديث ابن مسعود وسمرة بن جندب (تفسير البحرالمحيط ج۲ ص۲۱۴)

اور تفسیر مظہری میں ہے:

ولم يقل حتى يتبين لكم الفجر دلالة على حرمة الاكل عند ظهور خيطه يعني اول جزء منه (تفسير المظهرى ،الجزء الاول ،ص۲۰۴)

اور تفسیر رازی میں ہے:

الصوم هو الإمساک عن المفطرات مع العلم بكونه صائماً من أول طلوع الفجر الصادق إلى حين غروب الشمس مع النية وفي الحد قيود(......وبعد اسطر......) القيدالرابع :قولنا من أول طلوع الفجر الصادق والدليل عليه قوله تعالى :(وَكُلُواْ واشربوا حتى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الخيط الأبيض مِنَ الخيط الاسود مِنَ الفجر) (البقرة 187 :) وكلمة (حتى) لانتهاء الغاية (تفسير الرازى، سورة البقرة، آيت نمبر ۱۸۵)

لا شک أن كلمة (حتى) لانتهاء الغاية ، فدلت هذه الآية على أن حل المباشرة والأكل والشرب ينتهي عند طلوع الصبح تفسير الرازى، سورة البقرة، آيت نمبر ۱۸۷)

اور تفسیر نیشاپوری میں ہے:

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran
CamScanner

اورعلامہ ظفر احمد عثمانی رحمہ اللہ نے پہلے اعلاء السنن میں روشنی کے پھیلنے کو ترجیح دی تھی، لیکن بعد میں احکام القرآن میں آپ نے اس سے رجوع فرما کر اولِ طلوعِ فجر کے اعتبار کو ترجیح دی ہے۔ [۱]

جب یہ بات معلوم ہوگئی کہ صبح صادق میں اولِ طلوع کا اعتبار ہے، بالخصوص روزہ کے معاملہ میں۔

تو اب اس کی تحقیق کی ضرورت ہے کہ صبح صادق کا آغاز سورج کے کتنے درجے زیرِ افق پر ہوتا ہے؟

تو جاننا چاہئے کہ اس سلسلہ میں مختلف اقوال پائے جاتے ہیں، اور ان میں دلائل کے لحاظ سے محقق قول ۱۸ ڈگری کا ہے۔

اور قدیم زمانے سے ہندو پاکستان میں ۱۸ ڈگری کے مطابق ہی نقشے چلے آرہے ہیں۔

﴿گذشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

ولا شک أن حتى لانتهاء الغاية فدلت الآية على أن حل المباشرة والأكل والشرب ينتهي عند طلوع الصبح (تفسیر نیسا بوری، سورہ بقرہ)

اور تفسیر طبری میں ہے:

الخيط الأبيض من الفجر يتبين عند ابتداء طلوع أوائل الفجر، وقد جعل الله تعالى ذكره ذلك حدًّا لمن لزمه الصوم في الوقت الذي أباح إليه الأكل والشرب والمباشرة............والنهار عندهم أوَّله طلوع الفجر، وذلك هو ضوء الشمس وابتداء ُطلوعها دون أن يتتامَّ طلوعها، كما أن آخر النهار ابتداء ُغروبها دون أن يتتامَّ غروبها(تفسير طبری سورة البقرة آیت ۱۸۷)

اور علامہ سمرقندی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

ثم ينظر :إن كان شاكا في طلوع الفجر :إنه طلع أم لا، ينبغي أن يدع التسحر، لانه ربما طلع الفجر، فيفسد صومه.فأما إذا كان متيقنا أن الفجر لم يطلع، فالمستحب أن يتسحر.وإن كان أكثر رأيه أن الفجر لم يطلع، ينبغي أن يدع الاكل أيضا(تحفة الفقهاء ج ۱ ص ۳۶۵)

اور مرقاۃ میں ہے:

ذكر الشمني أن المعتبر أول طلوع الصبح عند جمهور العلماء (مرقاة المفاتيح، كتاب الصوم، باب في مسائل متفرقة)

[۱] چنانچہ فرماتے ہیں:

العبرة لاول طلوع الفجر الثاني لا لاستطارته وانتشاره خلافا لما رجحته في الاعلاء من الاعتبار بالانتشار تبعا لما مال اليه اكثر العلماء، لكون النص قد علق الحكم على التبين ولايكون الا بالانتشار وهٰذا انما كان يصح لوكان النص علق الحكم على تبين الفجر وأما اذا علقهٗ على تبين خط الفجر من خط الليل فلا. فان تبين هٰذا الخط من ذاك إنما يكون في اول طلوع الفجر وعند الانتشار ينمحي خط الليل كما هو مشاهد فافهم. وعمل سيدي حكيم الامة على تقديم الإمساك عن مخطورات الصوم إذا قرب الفجر وهو الأحوط، بل لايجوز خلافه، لما فيه من خشية الوقوع في المحظور. والله تعالىٰ أعلم (احکام القرآن للتهانوی، جلد ۱ صفحه ۲۴۷)

CamScanner

چنانچہ حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب دامت برکاتہم ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:

اس مسئلہ میں ماہرینِ فلکیات کے درمیان اختلاف ہے، بعض کے نزدیک شفقِ ابیض کے غروب کے وقت آفتاب ۱۸/درجے زیرِ افق ہوتا ہے، اور بعض کے نزدیک سترہ درجے پر، لیکن تقسیمِ ہند اور قیامِ پاکستان سے پہلے متحدہ ہندوستان میں جو نقشے، اوقاتِ صلوٰۃ اور سحر وافطار کے رائج تھے، بالاتفاق انہی پر پورے برصغیر میں عمل کیا جارہا تھا، اور پاکستان بننے کے بعد بھی اب تک انہی پر تمام اکابر علماء کا عمل اور فتویٰ جاری ہے۔ اگرچہ بعض متبحر اہلِ علم نے ان نقشوں سے اختلاف کیا، لیکن ہمارے بزرگوں مثلاً مفتی اعظم پاکستان حضرت مفتی محمد شفیع صاحب اور حضرت علامہ یوسف بنوری صاحب رحمہما اللہ اور ان کے ہم عصر تمام اکابر علماء اس (18 درجے زیرِ افق کے مطابق نقشہ) پر عمل بھی کرتے رہے، اور اسی کے مطابق فتویٰ بھی دیتے رہے۔ دارالعلوم کراچی میں بھی ہمارا عمل اور فتویٰ اسی پر ہے، اور جب ان نقشوں کو فلکیات اور ریاضی کے اُصولوں پر جانچا گیا تو یہ صورت سامنے آئی کہ ان نقشوں میں جو وقت شفقِ ابیض کے غروب ہونے کا اور صبح صادق کے طلوع ہونے کا دیا گیا ہے، اس وقت آفتاب اٹھارہ درجے زیرِ افق ہوتا ہے۔ جس کا حاصل یہ ہوا کہ برصغیر کے تمام علماءِ محققین اٹھارہ درجے زیرِ افق کے حساب سے بنائے گئے نقشوں کے مطابق عمل کرتے رہے ہیں۔ لہٰذا حسابی اعتبار سے اس کو اصول کے درجے میں تسلیم کیا جاسکتا ہے، لیکن یاد رہے کہ یہ اصول ظنی ہے، قطعی نہیں، کیونکہ علماءِ فلکیین کا اس میں اختلاف موجود ہے (نوادرُ الفقہ، جلد ۱، صفحہ ۲۱۹، ۲۲۰)

اور علامہ شامی رحمہ اللہ نے اوقاتِ صلاۃ کے معاملہ میں ظن کو کافی قرار دیا ہے۔ [۱]

اور حضرت مولانا مفتی شفیع صاحب اور حضرت مولانا محمد یوسف بنوری رحمہما اللہ کے دور میں ان نقشوں کے بارے میں بعض اہلِ علم کی طرف سے اختلاف پیدا ہوگیا تھا، لیکن اس دور کے ماہرِ فلکیات حضرت مولانا محمد موسیٰ روحانی بازی صاحب رحمہ اللہ نے فنی وعلمی اعتبار سے تحقیق کرکے ۱۸ ڈگری کے مطابق اوقاتِ فجر کے نقشوں کے درست ہونے پر اطمینان کا اظہار فرمایا تھا۔

---

[۱] چنانچہ فرماتے ہیں:

فینبغی الاعتماد فی أوقات الصلاۃ وفی القبلۃ، علی ما ذکرہ العلماء الثقات فی کتب المواقیت، وعلی ما وضعوہ لھا من الآلات کالربع والأسطرلاب فإنھا إن لم تفد الیقین تفد غلبۃ الظن للعالم بھا، وغلبۃ الظن کافیۃ فی ذلک (رد المحتار، باب شروط الصلاۃ، مبحث فی استقبال القبلۃ)

Idara Ghufran

CamScanner

چنانچہ حضرت مولانا محمد عبید اللہ صاحب زید مجدہم (مہتمم: جامعہ اشرفیہ، لاہور) فرماتے ہیں:

قدیم وجدید علمِ ھیئت میں یعنی ھیئتِ بطلیموسیہ وھیئتِ برنیکسیہ میں مولانا روحانی بازی صاحب کی مہارتِ تامہ مسلم ہے، اس دعوے کی دلیل: اولاً: موصوف کی فنِ ھٰذا میں کثرتِ تصانیف ہے، علمِ ھیئتِ جدیدہ وقدیمہ میں مولانا موصوف کی تالیفات تیس (۳۰) سے زائد ہیں، کسی ایک فن میں اتنی زیادہ تصانیف لکھنا نہایت مشکل کام ہے، اس قسم کا رتبہ کل تاریخ اسلام میں معدودے چند علماء کو حاصل ہے۔ ثانیاً: اس کی دلیل یہ ہے کہ فنونِ ھیئت میں موصوف کی مہارت نہ صرف پاکستان میں مسلّم ہے، بلکہ بیرونِ پاکستان بھی مشہور ومسلّم ہے، پاکستان میں علمائے کرام یا دیگر دانشوروں کے مابین جب بھی علمِ ھیئت سے متعلق (مثلاً اوقاتِ صلاۃ، وقتِ فجرِ صادق، ابتداءِ فجر کاذب وصادق، انتہائے لیل وسحر، وقتِ ابتدائے صوم، مقدارِ وقتِ مغرب، یکم کے چاند کی ضروری وواجبی عمر کتنی ہے، یکم کو آفتاب سے کتنے درجے بُعد پر چاند نظر آنے کے قابل ہوتا ہے، تیسری رات کا چاند کتنی دیر تک اُفق سے بالا رہتا ہے؟ کیونکہ بعض احادیث میں اس کے غروب کے ساتھ عشاء کا وقت مربوط کیا گیا ہے، اختلافِ مطالع ومغارب کی بحث، دیارِ عرب کی عید یا قمری تاریخ پاک وہند کی عید وقمری تاریخ سے دو دن یا ایک دن مقدم ہوسکتی ہے، یا نہیں؟ وغیرہ وغیرہ) کسی مسئلہ کی بحث وتحقیق مشکل اور نزاعی صورت اختیار کرلیتی ہے، تو علماء ودانشور، عوام وخواص اس مسئلہ کے حل وتحقیق کے لئے مولانا روحانی بازی صاحب کی طرف رجوع کرتے ہیں، اور پھر ان کی تحقیق اور احقاقِ حق پر اعتماد واطمینان کا اظہار کرتے ہیں۔ کئی سال قبل پاکستان بھر میں مقدارِ وقت فجر وابتدائے وقتِ فجرِ صادق ومنتہائے لیل کا مسئلہ نہایت پیچیدہ ہوکر موجبِ نزاع بلکہ باعثِ جدال بن گیا تھا، قدیم علماء سلف کبار کی تحقیقات اور نقشوں سے معلوم ہوتا ہے کہ فجرِ صادق سے طلوعِ شمس تک وقفہ قدرے طویل ہے۔ مگر بعض معاصر علمائے کرام کی تحقیق وتفتیش یہ ہے کہ یہ وقت درحقیقت سلف کے نقشوں میں مندرج وقت سے کم ہے۔ اس اختلاف سے کئی اہم فقہی مسائل (مثلاً رمضان شریف میں سحری کا منتہیٰ وغیرہ) میں بھی شدید اختلاف پیدا ہوا اسی طرح فجرِ صادق کی ابتداء میں بھی بڑا اختلاف رونما ہوا، اور یہ تحقیق مشکل ہوئی کہ فجرِ صادق کے وقت آفتاب کا اُفق سے انحطاط (افق سے نیچے ہونا) کتنے درجے ہوتا ہے، اور صبح

کاذب کے وقت انحطاطِ آفتاب ازافق کتنے درجے ہوتا ہے، کئی سال تک یہ نزاع پاکستان کے مختلف شہروں میں جاری رہا، بعض معاصرین علماءِ کبار فجرِ صادق کے وقتِ افق سے آفتاب کے انحطاط کے کم درجے بتلاتے ہیں، بالفاظِ دیگران کا دعویٰ ہے کہ فجرِ صادق سے طلوعِ شمس تک وقت بنسبت اس وقت کے جو سلف کے نقشوں اور تحقیقات سے واضح ہوتا ہے، بہت کم ہے۔ یہ اختلاف علمِ ھیئت کے اصولوں پر متفرع ہے، طرفین سے متعدد ماہرین نے اپنی تحقیقات پیش کیں، لیکن عام علماءِ کبار کے نزدیک وہ موجبِ تسلی نہ تھیں۔ اور مولانا روحانی بازی صاحب اختلافی مسائل میں دخل بہت کم دیتے تھے، علماء کے احترام واکرام کی خاطر وہ ایسے مسائل میں کنارہ کشی پسند کرتے تھے۔ مذکورہ صدر نزاعی بحث کی وجہ سے پاکستان کے دیندار عوام بالعموم اور علمائے کرام بالخصوص نہایت پریشان تھے، کیونکہ مذکورہ صدر نزاعی بحث پر یہ اختلاف متفرع ومرتب ہے کہ رمضان شریف میں سحری کا وقت کتنے بجے تک ہے؟ نیز عشاء کی نماز کتنے بجے تک صحیح اور درست ہے؟ کتنے بجے صبح صادق نمودار ہوکر صبح کی نماز پڑھنا جائز ہوسکتا ہے؟ آخر کار پاکستان کے علماءِ کبار میں سے شیخین کبیرین مفخمین مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی شفیع (رحمہ اللہ) مہتمم دارالعلوم کراچی، اور مولانا سید محمد یوسف بنوری (رحمہ اللہ) مہتمم جامعہ نیوٹاؤن کراچی (اس وقت یہ دونوں شیخ زندہ اور حیات تھے) نے بے شمار علماء اور دانشوروں کی مسلسل درخواست پر مولانا روحانی بازی کو مراسلہ لکھ کر اور بھیج کر دونوں شیوخ نے مولانا موصوف سے اس مختلف فیہ مسئلہ وبحث میں احقاقِ حق واظہارِ صواب مطابقِ اصولِ ھیئت کی درخواست کی، اور تاکیدی فرمائش کی۔ مولانا روحانی بازی صاحب نے شیخین مکرمین مذکورین کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے اس مسئلہ کی تشریح وحل میں نہایت مغلق مبنی بر اصولِ ھیئت رسالہ لکھا، اور اصولِ ھیئت کی روشنی میں رفتارِ آفتاب پر بحث کرتے ہوئے یہ ثابت کیا کہ فجر کا وقت قدرے طویل ہے، جیسا کہ ہمارے مشائخ قدماء کے قدیم نقشوں میں درج ہے۔ اس سلسلے میں موصوف نے کراچی کا سفر کیا، اور وہاں شیخین مکرمین کی خدمت میں اپنا رسالہ پیش کیا، وہاں کئی دن تک علماء اور دانشوروں کے شیخین مذکورین سمیت اس سلسلے میں کئی اجتماعات ہوئے، اور رسالہ مذکورہ میں درج تحقیقات پر غور کیا گیا، شیخین

مکرمین اور دیگر تمام علماءِ کبار نے رسالہ مذکورہ میں درج نتائج کو صحیح اور تسلی بخش قرار دیا، اور مولانا روحانی بازی صاحب کو دعائیں دیں۔ بعدہ شیخین مذکورین رحمہما اللہ تعالیٰ نے فوراً اخباروں میں یہ اعلان شائع کرایا، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ فجرِ صادق کے بارے میں مولانا روحانی بازی صاحب کی تحقیق ہی صحیح اور برحق ہے، اور اس کے مطابق ہی عمل کرنا چاہئے۔

شیخین محترمین کے اعلان کے بعد پاک وہند میں مذکورہ صدر اختلافی مسئلہ کے بارے میں نزاع وجدال والی حالت بالکل ختم ہوئی، اور آج تک ختم ہے، وللہ الحمد۔

اگر مولانا روحانی بازی مسئلہ مذکورہ کے سلسلے میں تحقیق نہ کرتے، اور اس کا حل تحریر نہ کرتے، تو اس مسئلہ کا نزاع پاک وہند میں اور دیگر نزدیک اور قریب کے ملکوں میں بڑھتے بڑھتے سنگین صورت پیدا کرسکتا تھا (پیشِ لفظ: الھیئۃ الکبریٰ مع شرحہا سماء الفکریٰ، الجزء الاول، ص۲۴ تا ص۲۶، ناشر: ادارہ تصنیف وادب، جامعہ اشرفیہ، لاہور، طبع ثانی: ۱۴۲۵ھ، مطابق 2004ء)

مگر آج کل بعض لوگوں کی طرف سے اس مسئلہ کو دوبارہ چھیڑ دیا گیا ہے، اس لئے اس مسئلہ پر کچھ تفصیل کی ضرورت پیش آئی۔ (جاری ہے............)

﴿بقیہ متعلقہ صفحہ ۲۸ ''اس دور کے چارہ گر کہاں ہیں؟''﴾

اور پھر اس عذاب سے نکلنے کے لئے، اپنے روٹھے رب کو منانے کے لئے اس کے بھیجے ہوئے دین، اس کی نازل کردہ کتاب میں ہی اس کا نسخہ وعلاج ڈھونڈیں، اس کا روحانی حل نکالیں۔ آج سارا میڈیا خواہ الیکٹرانک میڈیا ہو یا پرنٹ میڈیا، امت کی ذہنیت کو مسخ کرنے پر تلا ہوا ہے، وہ روحانیت کی طرف، اپنے دین ایمان کی طرف لوگوں کو آنے نہیں دیتا بلکہ ایسے مواقع پر دین کے خلاف پروپیگنڈہ کرتا ہے۔ کالم نگار اور صحافی ولکھاری وغیرہ جو ظاہر ہے زیادہ تر مسلمان ہی ہوں گے لیکن مجال کیا ہے کہ اپنے کالموں میں، اپنی نگارشات ومباحثات میں اصل حقیقت کی طرف اس مسلمان قوم کی رہنمائی کریں مادیت ہی سے بات شروع کرتے ہیں مادیت پر ہی ختم کرتے ہیں۔ دین کی طرف ان جنٹلمین ہستیوں کی توجہ بھی ہوگی تو منفی طور پر۔ اہل دین کی کردارکشی کریں گے یا دین و مذہب سے عامۃ الناس کی وابستگی کو جمود و دقیانوسی ٹھہرائیں گے اور ساری خرابیوں کی جڑ ٹھہرائیں گے۔

غفلت سے باز آیا تو جفا کی   تلافی کی بھی ظالم نے تو کیا کی   (جاری ہے......)

CamScanner